

شیخ عبدالقادر جیلانی

اور

ان کی تعلیمات

مولانا فاروق الرحمن بریلوی،
مدرس جامعہ علمیہ

رسالت اور شریعت سارے جہان کیلئے ہے
ساتھ ہی یہ اعلان بھی کر دیا:

ماکان محمد ابا احد من
رجالکم ولكن رسول الله وخاتم
النبيين (الاحزاب: ۴۰) کہ محمد رسول اللہ

خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد
کوئی دوسرا بحیثیت نبی نہیں
آئے گا۔ خود ناطق وحی پیغمبر
نے اپنی زبان مبارک سے بیان
فرمادیا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی
نہیں آئیگا۔ لیکن سلسلہ انسانیت تو آپ کی وفات
کے بعد بھی جاری رہنا تھا اس لئے ان کی راہنمائی
کیلئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

کنتم خیر امة اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنهون عن
المنکر وتؤمنون بالنسہ آمل عمران
(۱۱۰)

کہ (اے امت محمدیہ) تم بہترین امت ہو
اس لئے کہ اب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی
ذمہ داری تمہاری ہے اور زبان نبوت سے یوں

الایعبدون (الذاریات: ۵۸)

انسانوں اور جنوں کی تخلیق کا مقصد ہی اللہ
تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے۔ حتیٰ کہ انبیاء میں سب سے
آخر میں امام الانبیاء سید الرسل حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ
اس دنیا میں تشریف لائے اور لوگوں کو پیغام ہدایت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کے ساتھ
ہی اس کی ہدایت و راہنمائی کا بندوبست بھی فرمادیا
اور اس کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ جاری
فرمایا۔ چنانچہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی پیغمبر
ورسول کو قوم کی راہنمائی کیلئے مبعوث فرمایا سب سے

پہلے جب حضرت آدم علیہ
السلام کو زمین پر بھیجا گیا تو باری
تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قلنا امبطوا
منها جميعا فاما

یا تینکم منی ہدی فمن تبع ہدای
فلا خوف علیہم ولا هم یحزنون
(البقرہ: ۳۸)

کہ اے آدم علیہ السلام تم سب اس جنت
سے زمین پہ چلے جاؤ تمہارے پاس میری طرف
سے ہدایت آئے گی جو شخص بھی میری ہدایت کی
پیروی کریگا اس کو کوئی ڈر نہیں ہوگا نہ وہ غم کریں گے
پھر اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کا ایک طویل
سلسلہ چلا اور ہر نبی و رسول نے اپنی اپنی قوم کو زندگی
کے مقصد سے آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بندگی
اور اپنی اطاعت کا حکم فرمایا کہ:

وما خلقت الجن والانس

سنا پہلے انبیاء کرام چونکہ ایک مخصوص قوم یا علاقے
کی طرف آئے اور ان کی شریعتیں بھی ایک خاص
وقت کیلئے تھیں مگر رسول اللہ ﷺ کے متعلق ارشاد
خداوندی ہوتا ہے:

قل یا ایہا الناس انی رسول
الله الیکم جميعا (الاعراف: ۱۵۸)
کہ اے پیغمبر (ﷺ) آپ کہہ دیجئے لوگو مجھے اللہ
تعالیٰ نے تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ پھر
اس طرح بھی ارشاد ہوتا ہے:

وما ارسلناک الا کافۃ للناس
(سبا: ۲۸) کہ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کیلئے نبی
بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ کی نبوت و

فرمان جاری ہوا: **بلغوا عني ولو آية**

(بخاری ۱/۳۹۱)

کہ اگر تمہیں ایک مسئلہ بھی معلوم ہو تو اس کو دوسروں تک پہنچا دو۔ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی تو نہیں آئے گا مگر تبلیغ حق کا فریضہ اس امت کے افراد ادا کریں گے۔ کچھ زبان و قلم سے اس ذمہ داری سے عہدہ براء ہو گئے اور کچھ اس حق کی خاطر جان قربان کر دیں گے۔ اگرچہ ہر مسلمان مومن اللہ تعالیٰ کا ولی اور دوست ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

الله ولي الذين آمنوا يخرجهم

من الظلمات الى النور (البقرة: ۲۵۴)

اور والله ولي المومنين (آل

عمران: ۶۸)

مگر کچھ لوگ اپنے آپ کو ایمان اور اسلام کا اس قدر پابند کرتے ہیں کہ ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے مطابق اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں گزرتا ہے یقیناً ان لوگوں کا مقام اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند ہوتا ہے تبھی تو غرض سے اطلاع آتی ہے:

الا ان اولياء الله لا خوف

عليهم ولا هم يحزنون (يونس: ۶۲)

ایسے لوگوں کو عرف عام میں ولی اللہ کہا جاتا ہے۔ اب چاہیے تو یہ کہ ہم ایسے لوگوں کی تعلیمات کو اپنائیں اور اس کے مطابق زندگی بسر کریں تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کے دوست بن سکیں مگر کچھ لوگوں نے اولیاء اللہ کی تعلیمات اپنانے کی بجائے ان کی پوجا شروع کر دی جس طرح اللہ کی عبادت کرنی چاہیے مشکلات میں اسی سے مدد مانگنی چاہیے اس کے نام کی ہی نذر و نیاز دینی چاہیے اور صرف اسی کے نام کے

وظیفہ کرنے چاہیں یہ سب کام اولیاء اللہ کی آڑ میں غیر اللہ کیلئے کرنے شروع کر دیئے ہیں اور یہ دباس قدر عام ہو گئی کہ بعض لوگوں نے اس کو اچھا خاصا کاروباری رنگ دے لیا کہ:

”ہنگ لگے نہ پھٹکری تے رنگ وی چوکھا چڑے“ کے مصداق بعض ایسے لوگ بھی اس میدان میں کود پڑے جنہوں نے اپنی زندگی میں شریعت کو کبھی جھک کر بھی نہیں دیکھا لیکن بہر حال اس سے حقیقی مومن مسلمان اور ولی اللہ کے افکار و تعلیمات کی افادیت سے انکار ممکن نہیں پھر ان لوگوں میں سے بھی بعض لوگ اپنی نیکی تقویٰ پر ہیہ گاری کی وجہ سے زمانے میں بہت معروف ہوئے جن میں ایک نام نامی اسم گرامی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

گیارہویں کا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ ہم اس نشست میں صرف ان کے افکار کی ایک جھلک پیش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ گیارہویں وغیرہ پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بہت سوں کو ہدایت کی دولت سے بھی مالا مال فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس سے پہلے کہتے تھے کہ یہ پیر صاحب کے نام کی گیارہویں ہے اگر ہم مقررہ تاریخ کو نیا نہیں دیں گے، کھیر نہیں پکائیں گے، تو پیر صاحب ہمارا نقصان کر دیں گے۔ مگر انہی لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ پیر صاحب کے نام کی نہیں بلکہ ان کے ایصال ثواب کیلئے ہے کیونکہ غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز کے متعلق اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے:

بدعتی لوگوں نے اہل حدیث کے کئی غلط نام رکھے ہوئے ہیں حالانکہ اس کا صرف ایک ہی نام ہے اہلسنت اور یہی گروہ جنتی ہے باقی سب جہنمی ہیں

انما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل به لغير الله (البقرة: ۱۷۳) کہ اللہ تعالیٰ نے مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس چیز کو غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا جائے حرام کر دیا ہے۔ اس لئے اگر کوئی آدمی اپنی جہالت کی وجہ سے پیر صاحب کے نام کی نذر و نیاز گیارہویں کے نام پر دیتا ہے تو وہ حرام ہے۔ اور دینے والا خالص مشرک، اور اگر کوئی جدیدیت کے لبادے میں اسے ایصال ثواب کا نام دیتا ہے تو پھر بھی یہ غلط ہے کیونکہ ایصال ثواب کا مروجہ طریقہ شریعت محمدیہ میں نہیں ہے اور نہ ہی ان بزرگوں کی یہ

(اگرچہ ان کے بعض تفردات بھی ہیں جن سے اتفاق ممکن نہیں کیونکہ وہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہیں کیونکہ انسان غلطی کر سکتا ہے غلطی سے مبرا صرف انبیاء کرام کی نفوس قدسیہ ہی ہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی مطلع فرمادیتے ہیں) جن کو لوگوں نے پیران پیر، غوث اعظم، پیر دنگیر، اور گیارہویں والے پیر کے نام سے بھی مشہور کیا ہے۔ اور کئی ایسی خرافات من گھڑت روایات اور قصے ان کی طرف منسوب کئے ہیں کہ ان کی تعلیمات و افکار عقائد و اعمال کو نہ صرف دھندلا دیا ہے بلکہ بالکل ہی فراموش کر دیا ہے۔ پھر ہر مینے ان کے نام کی

تعلیم ہے۔ اس وقت ہم صرف اپنے سادہ لوح بھائیوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ پیر عبدالقادر جیلانی سے عقیدت و محبت یہ نہیں کہ آپ ان کے نام پر شکم پروری کریں بلکہ ان سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ خود بھی ان کی تعلیمات کو اپنائیں اور دوسرے لوگوں تک بھی ان کے افکار کو عام کریں تاکہ وہ بھی ان پر عمل کر کے حضرت پیر صاحب کیلئے ایصالِ ثواب کا ذریعہ بنیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی ہے:

اذا مات الانسان انقطع عمله
الا ثلاثة اعمال الامن صدقة جارية
او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوا
له۔ (مسلم ۲/۳۱)

کہ جب آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں جن کا اجر اس کو بعد الموت بھی ملتا رہتا ہے۔ (۱) صدقہ جاریہ، ایسا عمل کر کے جس سے بعد میں بھی لوگ فائدہ اٹھائیں تو جب تک لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اس کو برابر ثواب ملتا رہیگا۔ (۲) ایسا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں (یعنی دین اسلام کی تعلیم) (۳) نیک اولاد جو اس کی

سکھانے والے کو بھی اس عمل کا ثواب ملیگا۔ اس لئے اوپر ہم نے لکھا ہے کہ پیر صاحب کیلئے ایصالِ ثواب کا صحیح طریقہ یہی ہے کہ ان کی دینی تعلیمات اور اسلامی افکار کو اپنایا جائے البتہ اگر ان کی کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف ہو تو پھر ان کی بات چھوڑ کر قرآن و حدیث پر عمل کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جاسکتی۔ نو پیر صاحب نے ایسی تعلیم دی ہے آپ اپنی تصنیف فتوح الغیب میں فرماتے ہیں:

تتبع كتاب الله وسنة رسوله
كما قال الله وما اتاكم الرسول
فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا وقال
قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني
يحببكم الله فتنفني عن هواك
ونفسك ورعونتها في ظاهرک
وباطنک فلا يكون في باطنک
غير توحيد الله وفي ظاهرک غير
طاعة الله (فتوح الغیب: ۲۵۲) کہ
اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرو
جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو تم کو رسول دے وہ

پیر صاحب نمازیں اول وقت پڑھنا افضل قرار دیتے ہیں، آمین بالجھر اور رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سراٹھاتے وقت رفع ید کرنے کے قائل ہیں

موت کے بعد اس کے لئے دعا کرے اس حدیث سے یہ معلوم ہوا اگر کوئی آدمی کسی دوسرے سے دینی علم حاصل کر کے اس کے مطابق عمل کریگا تو علم

محبت کریگا تو تجھے اپنی خواہشات نفس اور رعونت کو اپنے ظاہر و باطن سے چھوڑ دینا چاہیے تیرے باطن میں صرف اللہ کی توحید ہو اور ظاہر میں صرف اللہ تعالیٰ کی ہی اطاعت ہو۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت پیر صاحب قرآن و سنت کو کس قدر اہمیت دیتے تھے۔ اب ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس دنیا میں جو بہت سے لوگ تفرقہ بازی کا شکار ہو کر اپنی الگ الگ مذہبی دکائیں سجائے بیٹھے ہیں حضرت پیر صاحب کا ان کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان بنی اسرائیل تفرقت علی
ثنتين وسبعین ملة وتفرقت امتی
علی ثلاث وسبعین ملة کلهم فی
النار الا ملة واحدة قالوا من هی یا
رسول الله قال ما انا علیہ
واصحابی۔ (مشکوٰۃ ۱/۳۰)

بے شک بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے اور میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائیگی ایک کے سوا باقی تمام جہنم میں جائیں گے صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہونگے آپ نے فرمایا جو میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ اپنائیں گے وہ جنتی ہونگے باقی جہنمی۔

پھر ایک جنتی جماعت کی نشاندہی کرتے ہوئے پیر صاحب فرماتے ہیں:

واما الفرقة الناجية فهي اهل
السنة والجماعة

(غنیۃ الطالبین: ۱۵۱)

لیکن سب میں نجات پانے والا فرقہ اہل

سنت والجماعت کا ہے اور پھر اہل سنت کی وضاحت کرتے ہوئے کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا:

واعلم ان لاهل البدع علامات يعرفون بها فعلمة اهل البدعة الواقعة في اهل الاثر..... وكل ذالك عصبه وغيظ لاهل السنة ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث (غنية: ۱۴۳)

جان لو کہ اہل بدعت کی کچھ نشانیاں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں تو اہل بدعت کی یہ علامت

ہے کہ وہ اہلحدیث کو برا کہتے ہیں..... (یہاں پیر صاحب نے کچھ وہ نام گنوائے ہیں جو بدعتیوں نے اہل حدیث کے رکھے ہیں

اختصار کی وجہ سے عبارت

حذف کر دی ہے اور مقصود بھی نہیں)..... اور یہ سب صرف تعصب اور غصہ کی وجہ سے ہے جو ان لوگوں کو اہل سنت (اہلحدیث) سے ہے ورنہ ان اہل سنت کا تو ایک ہی نام ہے اس کے علاوہ ان کا کوئی نام ہی نہیں اور وہ نام ہے اہلحدیث۔

قارئین!! اس سے معلوم ہوا کہ پیر صاحب کے نزدیک اہلحدیث کو برا کہنے اور مخالفت کرنے والے لوگ بدعتی ہیں اور یہ بھی پیر صاحب نے واضح کر دیا کہ اہل حدیث ہی اہل سنت ہیں۔ اور اہل سنت یعنی اہلحدیث ہی نجات پانے والے ہیں۔

نمازوں کے اوقات اور پیر صاحب

نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے حتیٰ کہ باقی ارکان میں بھی اس کو برتری حاصل ہے کیونکہ حج تو

صرف صاحب استطاعت پر، زکوٰۃ صاحب نصاب پر اور روزے سال میں صرف ایک مہینہ وہ بھی صاحب استطاعت پر فرض ہیں مگر نماز تو ہر عاقل بالغ مرد، عورت امیر غریب، پر یکساں فرض ہے جو نہ گرمی، سردی، تنگی ترشی اور نہ ہی بیماری حتیٰ کہ حالت جنگ میں بھی معاف نہیں اس لئے ہم صرف نماز سے متعلقہ چند مسائل پیش کر کے گیارہویں پکائے اور کھانے والوں سے یہ امید رکھیں گے کہ صرف کھانے پینے میں ہی وہ پیر صاحب کو آڑ نہیں بنائیں گے بلکہ ان کی تعلیمات کو بھی اپنائیں گے۔ اور پھر

اس ماہ رواں (ربیع الثانی) میں تو بڑی گیارہویں کے نام پر ایمان و مال دین و دنیا کا اچھا خاصا کباڑہ کیا جاتا ہے۔ غوث الاعظم کے نام پر عرس منائے جاتے ہیں۔ بڑی گیارہویں کے نام پر تحفیں برپا ہوتی ہیں اور نامعلوم کیا کیا ڈھونگ رچائے جاتے ہیں؟ تو اس وقت ہم نماز کے متعلقہ چند مسائل پیش کرتے ہوئے سب سے پہلے نمازوں کے اوقات کے متعلق تحریر کریں گے تاکہ یہ معلوم ہو کہ پیر صاحب کے نام پر گیارہویں کھانے والے کیا اوقات نماز کے متعلق بھی پیر صاحب کی بات مانتے ہیں یا نہیں، چنانچہ غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے: فصل فی بیان صلوة الفجر، یعنی فصل ہے فجر کے وقت کے بیان میں آگے لکھا ہے، فاول وقتها انصداع الفجر الثاني (غنیۃ

الطالبین: ۵۶۷) کہ نماز فجر کا اول وقت صبح صاوق ہونے پر ہے۔ اور پیر صاحب کا یہ موقف بالکل رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مطابق ہے صرف یہ نہیں کہ انہوں نے اول وقت بیان کیا ہے بلکہ کچھ آگے تحریر فرماتے ہیں:

والافضل التغلیس بها خلاف ما قال الامام ابو حنیفہ من ان الاسفار بها افضل وانما قلنا ذالک لما روى عن عائشة قالت ان النساء یخرجن علی عهد رسول الله ﷺ یصلین الفجر معه یرجعن متتقات بمروطهن لا یعرفهن احدھن من الغلس (غنیۃ:

۸۶۸)

اور افضل وقت بھی اندھیرے میں نماز فجر پڑھنا ہے اس بات کے خلاف جو امام ابوحنیفہ نے کہی ہے کہ نماز روشنی میں پڑھنا افضل ہے۔ اور ہماری دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے آپ فرماتی ہیں: بے شک رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورتیں جاتی تھیں اور آپ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھتی تھیں واپس لوٹتیں تو اپنی چادروں سے اپنے آپ کو لپیٹے ہوئے ہوتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا تھا۔ قارئین اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کا مقصد ہے کہ پیر صاحب تو نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کو افضل قرار دیں مگر ان سے نسبت کرنے والے قادری حضرات ان کے نام کی کھیر تو ہڑپ کر جاتے ہیں مگر ان کی تعلیم کے

ٹائٹ کوچ سے کم نہیں کہی جاسکتی جس میں نہ رکوع و سجود کا اہتمام ہوتا ہے اور نہ ہی قومہ و جلسہ میں اطمینان، جبکہ پیر صاحب کے نزدیک یہ ساری چیزیں نماز کے واجبات اور آداب میں شامل ہیں مگر کسی قادری کو اس کی پرواہ نہیں۔ حالانکہ پیر صاحب فرماتے ہیں اگر کوئی آدمی کسی کو دیکھے کہ وہ نماز میں رکوع، سجود میں اطمینان نہیں رکھتا تو اس کو سمجھائے حتیٰ کہ نسل و نسل یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ اور پھر اس کی اہمیت بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

لو رای رجل من یسرق حبة واحدة اور غیفا من انسان یهودی او مسلم لم یتمالک من نفسه حتیٰ یصیح علیہ ویزجرہ و یقبح له ذالک و اذا رای من یصلی ویسرق ارکان الصلوٰۃ ویستطہا مع الواجب ویسابق الامام سکت عنه ولا ینطق فینکر علیہ و یعلمہ۔ (غنیۃ: ۶۰۹) اگر کوئی آدمی کسی کو دیکھے کہ کسی یہودی یا مسلمان کی ایک روٹی یا ایک دانہ چوری کر رہا ہے تو وہ اس پر خاموش نہیں رہ سکے گا۔ بلکہ وہ اس بات پر چیخے چلائے گا اور وہ چور کو ڈانٹ ڈپٹ کریگا اور یہ بات (چوری) اس کو بہت بری لگے گی تو جب وہ کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے ارکان چوری کر رہا ہے اور واجبات ترک کر رہا ہے اور امام سے سبقت لے جاتا ہے تو وہ اس سے خاموش رہیگا اور اس پر کلام نہیں کریگا؟ تو وہ آدمی اس کو منع کریگا اور سکھائیگا اس کو۔

بردران اسلام ہیں کے بعد پیر صاحب نے احادیث بھی ذکر کی ہیں کہ دنیا کا بدترین چور

موقع ملا ہے؟

نماز میں اطمینان اور شیخ

عبد القادر جیلانی:

آج جتنے بھی لوگ پیر صاحب سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں ان میں اکثریت تو ایسے لوگوں کی ہے جو نماز پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے کیونکہ ان کی جیبیں اور دیکس ٹولنے والے مولویوں نے ان کو من گھڑت قصے سنا رکھے ہیں کہ ایک آدمی سے قبر میں منکر نکیر (فرشتوں) نے جب سوال کیا کہ: من ربک، تیرا رب کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں تو پیر صاحب کا دھوبی ہوں تو فرشتے اس سے سوال کے بغیر ہی واپس چلے گئے اگر ایک دھوبی جو پیر صاحب کے کپڑے دھوتا ہے اگر وہ قبر کے حساب سے بچ سکتا ہے تو ہم براہ پیر صاحب کی گیارہویں پکانے والے کیوں نہیں بچ سکتے۔ حالانکہ ایسے واقعات کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی محض لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کا مال بنورنے کیلئے دنیا پرست لوگوں نے جو علماء اور پیروں کے روپ میں ابلیس کے ایجنٹوں کا کردار ادا کرتے ہیں نے گھڑ رکھے ہیں اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے لوگوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

یا ایہا الذین آمنوا ان کثیرا من الاحبار والرحبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (التوبہ: ۳۴) اے ایمان والو بے شک بہت سے مولوی اور پیر لوگوں کا مال باطل طریقے سے کھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رستے سے بھی ان کو روکتے ہیں۔

اور جو لوگ پڑھتے بھی ہیں ان کی رفتار بھی

مطابق افضل وقت میں نماز پڑھنے کو تیار نہیں۔ اور پھر پیر صاحب اپنے موقف میں حدیث رسول اللہ ﷺ پیش کر کے واضح فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کا موقف اس مسئلہ میں حدیث کے خلاف ہے مگر آج کے تمام بریلوی اپنے کو حنفی مذہب کا پیر و کار بتاتے فخر محسوس کرتے ہیں۔

یہ تو تھا نماز فجر کا وقت نماز ظہر کے وقت کے متعلق پیر صاحب فرماتے ہیں:

واما الظہر فاول وقتہا اذا

زالت الشمس واخره اذا صار ظل کل شیء مثله والافضل تمجیلہا الا فی شدة الحر (غنیۃ: ۵۶۹) اور لیکن ظہر تو اس کا اول وقت ہے جب سورج ڈھل جائے اور اس کا آخری وقت ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہو جائے اور افضل اس کو جلدی پڑھنا ہے مگر سخت گرمی میں۔ اب کوئی بھی قادری اور سبک غوث اعظم اور سبک میراں افضل (اول) وقت میں نماز ادا نہیں کرتا کیونکہ یہ صرف چوری کھانے والے مجنوں ہیں خون دینے والے نہیں۔

نماز مصر کے متعلق فرماتے ہیں:

واما وقت العصر فاولہ علی ما ذکرنا ادنی زیادة علی المثل و آخر وقتہا اذا صار الظل مثلیہ (غنیۃ: ۵۷۵) کہ نماز عصر کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے جب سایہ ایک مثل سے معمولی بڑھ جائے اور آخری وقت اس کا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے۔ اب غور کریں وہ لوگ جو پیر صاحب کے عرس کی تقاریب منعقد کرتے ہیں کہ کیا انہیں زندگی میں کبھی ایک مرتبہ بھی پیر صاحب کی تعلیمات کو اپنانے کا

نماز کا چور ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو فرمایا تھا جو نماز کے رکوع و سجود میں اطمینان نہیں کرتا تھا کہ:

ارجع فصل فانک لم تصل

جاوا پس چلا جا نماز پڑھ بے شک تو نے نماز نہیں پڑھی۔ تو اس ساری بحث سے یہ معلوم ہوا کہ نماز کو اطمینان سے ادا کرنا شیخ عبدالقادر جیلانی کا بھی موقف ہے جو لوگ رکوع، سجود میں اطمینان رسول اللہ ﷺ کی سنت سمجھ کر نہیں کرتے ان کو کم از کم شیخ عبدالقادر جیلانی سے اپنی نسبت کی لاج رکھتے ہوئے آج سے اپنی مساجد میں اطمینان کے ساتھ رکوع، سجود ادا کرنے شروع کر دینے چاہیں۔

تکبیر تحریمہ اور پیر صاحب:

قارئین احناف کے نزدیک نماز شروع کرتے وقت اگر کوئی آدمی اللہ اکبر (تکبیر تحریمہ) نہ کہے بلکہ اس کی جگہ کوئی اور لفظ جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی بیان ہوتی ہو کہہ دے تو تب بھی اس کی نماز ہو جائیگی جیسا کہ ہدایہ جلد ۱ ص ۱۰۰، شرح وقایہ ص ۱۶۵، فتاویٰ عالمگیری ۱/۶۸، مدیۃ المصلیٰ ص ۱۱۱، قدوری ص ۳۹، اور دیگر کتب فقہ میں موجود ہے۔ مگر پیر صاحب اس بات کو نہیں مانتے وہ فرماتے ہیں کہ جب آدمی مذکورہ بالا (طہارت وضو وغیرہ) کی شرائط پوری کر چکا تو پھر دخل فی الصلوۃ بقول اللہ اکبر لا یجزیہ غیرہ من الفاظ التعظیم (غنیۃ الطالبین: ۶)

اللہ اکبر کہہ کر وہ نماز میں داخل ہوگا اس کے علاوہ کوئی تعظیم کے الفاظ اس کو کفایت نہیں کریں گے اب غور کرنا چاہیے میرے ان حنفی بھائیوں کو جو

پیر صاحب سے عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ان کی بات بھی نہیں مانتے۔

رفع یدین اور پیر صاحب:

رسول اللہ ﷺ جب نماز ادا فرماتے تو نماز شروع کرتے وقت رکوع سے جاتے وقت، اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے جیسا کہ بخاری ۱/۲۰۱، مسلم ۱/۱۶۸، ترمذی ۱/۵۹، نسائی ۱/۱۲۳، ابن ماجہ ۶۱، دارمی ۱/۲۲۹ اور احادیث کی دیگر کتب میں بھی رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنے کی احادیث موجود ہیں جبکہ گیارہویں کھانے اور کھلانے والی پارٹی یہ عمل نہیں کرتی۔ حالانکہ جن بزرگوں کے نام سے یہ شتم سیری کرتے ہیں وہ نماز کی حیثیت و کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ رفع الیدین عند الافتتاح والركوع والرفع منه (غنیۃ: ۷) کہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے وقت اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرنا نماز کی حیثیت (طریقہ، شکل و صورت) ہے۔

آمین بالجہر اور پیر صاحب:

اسی طرح نماز میں بلند آواز سے آمین کہنا کہ جب نماز میں قرأت بلند آواز سے کی جا رہی ہو تو صورت فاتحہ کے اختتام پر امام اور مقتدی دونوں بلند آواز سے آمین کہیں گے جیسا کہ درج ذیل کتب احادیث بخاری ۱/۱۰۸، مسلم ۱/۱۷۶، ابوداؤد ۱/۱۳۵، ترمذی ۵۷، نسائی ۱/۱۱۳، ابن ماجہ ۶۱، دارمی ۱/۲۲۸ و دیگر کتب احادیث میں یہ حدیث موجود ہے۔ اور پھر حضرت پیر صاحب بھی فرماتے ہیں: **والجہر بالقراءة وآمین والاسرار بہما۔ (غنیۃ: ۷)** کہ قرأت میں آمین بالجہر بلند

آواز سے کرنا جہری نمازوں میں (اور ان کو آہستہ کہنا (سری نمازوں میں) اب کوئی بھی سگ دربار غوثیہ، جامع مسجد غوثیہ کا امام یا نمازی، کسی دارالعلوم غوثیہ کا کوئی استاد یا شاگرد قادری اس پر عمل نہیں کرتا، حالانکہ اگر رسول اللہ ﷺ کا فرمان سمجھ کر نہیں کرتے تو نہ کریں (کیونکہ پیغمبر سے تو انہوں نے تعلق بھی واجب صرف کلمہ کی حد تک رکھا ہے) مگر پیر صاحب کے فرمان کو تو نہ چھوڑیں جن کی ہر مینے یاد مانتے ہیں۔

وتروں کی تعداد اور پیر صاحب:

نماز وتر جو عشاء کی نماز کے ساتھ آخر میں ادا کئے جاتے ہیں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی آدمی تہجد کی نماز کے ساتھ ادا کرتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک رکعت وتر پڑھنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ بخاری ۱/۱۳۵، مسلم ۱/۲۵۳، ابوداؤد ۱/۲۰۱، ترمذی ۱/۱۰۶، نسائی ۱/۲۰۰، ابن ماجہ ۲۸، مستدرک حاکم ۳۰۲/۲، دارقطنی ۲/۲۳، دارمی ۱/۳۱۰ میں موجود احادیث رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہوتا ہے اور اس بات کو حضرت پیر صاحب نے بھی غنیۃ الطالبین ص ۵۳۰ پر بیان کیا ہے: مگر کھانے پینے کے موقع پر لمبی لمبی سروں سے پیر صاحب کا نام گانے والے اس موقع پر ان کو یاد بھی نہیں کرتے۔

وتر پڑھنے کا طریقہ اور پیر صاحب:

رسول اللہ ﷺ تین رکعت والی نماز وتر دو طریقوں سے ادا فرماتے تھے کبھی ایک ہی سلام کے ساتھ آپ تین رکعت ادا فرماتے مگر مغرب کی مشابہت سے بچنے کیلئے پہلا تشهد نہیں بیٹھتے تھے اور آپ نے اس سے منع بھی فرمایا ہے آپ کے نماز وتر

کا طریقہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یوں بیان فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلاث لا یقعد الا فی آخرهن (مستدرک حاکم ۳۰۴/۱ کتاب الوتر) رسول اللہ ﷺ تین رکعت وتر ادا فرماتے تو صرف ان تین رکعات کے آخر میں بیٹھتے تھے (درمیان میں دو رکعت کے بعد نہیں بیٹھتے تھے) اور کبھی رسول اللہ ﷺ دو رکعت ادا فرما کر سلام پھیر دیتے اور پھر تیسری رکعت ادا فرماتے اور یہ طریقہ اس لحاظ سے افضل بھی کہ اسمیں ثناء، درود اور دعائیں زیادہ پڑھی جاتی ہیں۔ اور اسی طریقے کو حضرت پیر صاحب نے بھی پسند فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

ویوتر بثلاث ومغیران ون شاء صلاھا بتسلیمۃ واحدة کصلوۃ المغرب وان شاء فصل بینھما فیسلم عن رکعتین ویوتر بالآخرۃ وهو افضل (غنیۃ: ۵۷۶) اور تین رکعات کے ساتھ وتر کرے اس میں اس کو اختیار ہے اگر چاہے تو نماز مغرب کی طرح ایک سلام سے ادا کرے اور اگر چاہے تو ان میں فرق کرے، دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر لے اور آخری رکعت کو وتر بنالے ور یہ افضل ہے۔

نوٹ:

پیر صاحب نے جو تین رکعات کو ایک سلام کے ساتھ پڑھتے وقت مغرب کی طرح پڑھنے کی اجازت دی ہے یہ درست نہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک طریقہ کے خلاف ہے جیسا کہ

باحوالہ گزر چکا ہے۔ اور پھر آپ نے حکما بھی فرمایا ہے کہ نماز کو نماز مغرب کے مشابہ نہ کرو اور یہی اصل حدیث کا مسلک ہے کہ جس کسی کی بات بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہوگی اس کو رد کر دیا جائیگا غیر مشروط اطاعت صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ہی فرض ہے۔ اور کسی کی جائز بھی نہیں۔ اس مقام پر سرف یہ بتانا مقصود ہے کہ پیر صاحب دو رکعت الگ اور ایک رکعت الگ پڑھنے کو افضل قرار دے رت میں ٹکران سے نسبت کرنے والے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی اس طریقے پر ادا کرنے کی سعادت حاصل نہیں کر سکتے۔

نماز وتر میں دعائے قنوت کا مقام اور پیر صاحب

رسول اللہ ﷺ نماز وتر کی آخری رکعت میں قنوت فرماتے تو کبھی آپ قنوت رکوع سے پہلے کر لیتے اور کبھی رکوع کے بعد اب بھی کوئی آدمی دونوں طریقوں میں سے جس طرح بھی کریگا درست ہے مگر احناف کا طریقہ بالکل غلط ہے سورۃ اخلاص پڑھنے کے بعد تیس رکعتوں سے رفع یدین کر کے دوبارہ ہاتھ باندھنا یہ کسی بھی حدیث سے ثابت نہیں بلکہ جس طرح سورۃ فاتحہ کے متصل بعد سورۃ اخلاص شروع کر دی تھی اسی طرح سورۃ اخلاص کے بعد ہی دعائے قنوت شروع کرے۔

مگر احناف رکوع کے بعد قنوت کے مسئلہ کو نہ بیان کرتے ہیں اور نہ اپنا تہ ہیں حالانکہ پیر عبدالقادر جیلانی بھی فرماتے ہیں؟ **فصل فی دعاء الوتر وهو ان یقول اذا رفع راسه من الركوع فی الركعة الاخیرۃ من الوتر (غنیۃ: ۵۳۲)** کہ دعائے قنوت وتروں

آخری رکعت میں جب رکوع سے سر اٹھائے تو اس وقت پڑھے۔

جمع بین الصلوٰتین اور پیر صاحب سفر میں رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کو اور مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھ لیتے تھے یعنی کبھی ظہر کو عصر کے ساتھ اور کبھی عصر کو ظہر کیساتھ اور اس طرح مغرب اور عشاء ادا فرماتے تھے۔ جیسا کہ بخاری شریف ۱۳۹/۱، مسلم ۲۳۵/۱، ابو داؤد ۱۷۱/۱ میں حدیث موجود ہے اور پیر عبدالقادر جیلانی صاحب بھی اس کو تسلیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واما الجمع بین الصلوٰتین فجائز بین الظهر والعصر وبين المغرب والعشاء (غنیۃ: ۲۶۷) اور لیکن دو نمازوں کا جمع کرنا تو یہ جائز ہے کہ ظہر اور عصر کو جمع کر لے اور مغرب اور عشاء کو جمع کر لے۔ آگے فرماتے ہیں:

وهو نخییر بین تاخیر الاولی الی وقت الثانیۃ و بین تقدیم الثانیۃ الی وقت الاولی (حوالہ مذکورہ) اور اس بات میں اس کو اختیار ہے چاہے تو پہلی نماز کو دوسرے وقت میں جمع کر لے اور چاہے تو دوسری کو پہلی نماز کے وقت میں اس کے ساتھ جمع کرے۔

قارئین:

ہم نے حضرت پیر صاحب کی تعلیمات و افکار میں سے چند پھول آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ صرف کھانے پینے تک ہی پیر صاحب سے عقیدت رکھتے ہیں یا ان کی تعلیمات پر عمل بھی کرتے ہیں۔